معرفت کی باتیں نفسانی جوشوں کے تابع ممکن نہیں

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں جماعت کو نصائح

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 مارچ 1998ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انورؒ نے درج ذیل آیاتِ کریمہ کی تلاوت کی:

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝۲۱ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ
اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً
مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۲۲ وَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ
بِالْحَقِّ وَ لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۲۳

(الجاثیۃ: 21 تا 23)

پھر فرمایا:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو اقتباس میں نے شروع کیا تھا اس کا ایک حصّہ باقی تھا اور کچھ اور اقتباسات ہیں جو اس کے بعد میں آپ کو سناؤں گا۔ ان مضامین سے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں مَیں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں ان آیات کا ایک بہت گہرا تعلق ہے۔ پہلے اس پہلی آیت میں تو یہ بیان ہوا ہے کہ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ کہ یہ قرآن اور یہ قرآن کی باتیں بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ لوگوں کے لئے بصیرتیں ہیں یعنی ان باتوں کو اگر وہ تقویٰ سے دیکھیں تو جس پہلو سے بھی دیکھیں گے ان کو نئی روشنی نصیب ہوگی۔ وَ هُدًى

وَّ رَحْمَةٌ اور ہدایت کا سامان ہے اور رحمت ہے لیکن اس قوم کے لئے جو یُوْقِنُوْنَ وہ یقین رکھتے ہیں ان باتوں پر اور قرآن کریم کو اس کامل یقین کے ساتھ پڑھتے ہیں کہ ان کے اندر وہ سب باتیں موجود ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ کیا وہ لوگ جنہوں نے بُرے عمل کئے، طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا ہوئے یہ گمان کرلیا کہ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کر دیں گے یا ان سے ان لوگوں جیسا سلوک کریں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے، اس طرح ان سے سلوک کریں گے گویا کہ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ کہ برائیاں کرنے والوں کی زندگی اور موت اور ان کی یہ زندگی اور موت ایک ہی جیسی ہو جائے گی۔ یہ نہیں ہوسکتا، ناممکن ہے۔ جو ایمان لانے والے ہیں ان کے ساتھ خدا اِس دُنیا میں ایک ایسا امتیازی سلوک کرے گا اور ہمیشہ جاری رکھے گا کہ وہ جو برائیوں میں مبتلا رہتے ہیں ان سے اِس زندگی میں ہی خدا تعالیٰ کا سلوک ایک امتیاز کر کے دکھا دے گا اور بتا دے گا کہ یہ میرے بندے ہیں اور یہ وہ دوسرے بندے ہیں۔ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ کتنے برے فیصلے ہیں جو وہ کر بیٹھے ہیں یا کرتے ہیں کہ ان کے حق میں ہی وہ فیصلے الٹتے ہیں اور ان کو ہر کامیابی سے محروم کر دیتے ہیں۔

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ میں اور بھی بہت سے مضامین ہیں اُن کے حکم کے نتیجہ میں، ان کے اس فیصلہ کے نتیجہ میں جو فسادات بر پا ہوتے ہیں، جو مذہب کی دُنیا میں اور مادی دُنیا میں ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جو محض ان کے اس تحکّم کی وجہ سے ہے جو بیان کیا گیا ہے ان سب تفاصیل کو میں یہاں بیان کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا لیکن اشارہ کر دیا ہے کہ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ میں اوّل تو اُن کا فیصلہ اُن کے اپنے خلاف پڑے گا اس بات کا اشارہ ہے اور دوسرا اُن کے اس فیصلہ کے نتیجہ میں ساری دُنیا میں جو فساد بر پا ہوتے ہیں ان کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ وَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور حق کے ساتھ فساد پَل نہیں سکتا، اس کے ساتھ رہ نہیں سکتا۔ ان دونوں کا کوئی ساتھ، کوئی جوڑ نہیں ہے تو کیسے ممکن ہے کہ خدا نے زمین و آسمان کو تو حق کے ساتھ پیدا کیا ہو اور اس میں تم کوئی رخنہ، کوئی فساد نہ دیکھو مگر مذہب کی دُنیا میں خدا تعالیٰ نیکوں کو بدوں کے ساتھ اس طرح ملا جلا دے کہ گویا وہ دونوں ایک ساتھ رہ سکتے ہیں۔ حق کے ساتھ باطل نہیں رہ سکتا، باطل کے ساتھ حق نہیں رہ سکتا۔ یہ اعلان ہے جو ان آیات کا ایک طبعی

تقاضا تھا جو اس سے پہلے گزری ہیں۔ وَ لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ اس کا طبعی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہر جان کو اس کے اس عمل کا بدلہ دیا جائے جو اس نے خود کمایا ہے اور ان پر کوئی ظلم نہ کیا جائے کیونکہ ظلم بھی حق کے ساتھ اکٹھا چل نہیں سکتا۔ تو عدل دراصل حق ہی کا بچہ ہے۔

پس قرآن کریم نے ان آیات میں بہت گہرے اور وسیع مضامین بیان فرمائے ہیں جن کی تفسیر کا اس وقت موقع نہیں مگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان امور پر جو روشنی ڈالی ہے وہ جماعت کی تربیت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ پس میں اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام پڑھنا شروع کرتا ہوں۔

> ”ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچّی صلح پیدا کرلو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اُس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اُس کے حضور میں آتے ہیں۔“

(الحکم جلد 2 نمبر 12، 13 صفحہ: 10 مؤرخہ 20 و 27 مئی 1898ء)

پس یہ وہ لوگ جو برائیوں میں مبتلا ہیں اور وہ لوگ جو کلیۃً ان سے کنارہ کشی کرتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں کنارہ کشی کرنے والے لوگ، جن کے متعلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر تم یہ بننا چاہتے ہو تو پہلی صفت تو یہ ہے کہ اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دو۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچّی صلح پیدا کرلو۔ یہ اللہ تعالیٰ سے صلح کا تقاضا ہے کہ اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دو۔ ویسے بظاہر تو ان دونوں کا جوڑ نظر نہیں آتا کہ اگر تم یہ گروہ بننا چاہتے ہو تو اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دو مگر اگر اللہ یہ چاہتا ہو کہ تم ساری دُنیا کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دو تو جب تک بھائی سے اس سفر کا آغاز نہیں ہوگا یہ سفر جاری ہو ہی نہیں سکتا۔ پس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام بہت ہی گہرا ہے اور اس کے عرفان کو سمجھنے کے لئے یہ مقامات ہیں جہاں دو فقرے بظاہر بے جوڑ دکھائی دیتے ہیں اور لوگ اسی طرح بغیر ان کو حل کئے آگے گزر جاتے ہیں حالانکہ وہ مقامات ہیں جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرفان کو گہرائی میں اتر کر سمجھا جا سکتا ہے۔ پس یہ مراد ہے کہ تم تو دُنیا میں اللہ کی خاطر اس لئے نکالے گئے ہو کہ سب دُنیا کے آرام کی خاطر اپنے آرام کو خطرہ میں

ڈال دو یا دُنیا کے آرام کو ترجیح دو اور اپنے آرام کو ترک کر دو۔ اب دیکھ لیں بعینہٖ یہی زندگی حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی زندگی تھی۔ ان دو فقروں کو حضرت رسول اللہ ﷺ کی زندگی پر اطلاق کر کے دیکھیں تو ایک ادنیٰ ذرّہ کا بھی فرق آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔ جتنے بھی مراتب بندے کو خدا کی طرف سے نصیب ہوتے ہیں اس میں یہ مرکزی نقطہ ہے کہ جب بندہ اپنے آرام کو تج کر اپنے بھائیوں اور دوسروں کے آرام کا خیال رکھنا شروع کر دے تو خدا اُس کو ضرور اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کے لئے ضروری نہیں کہ یہ سفر نبوت کے بعد شروع ہو۔ تمام انبیاء کا سفر یہی سفر ہے اور سب سے زیادہ واضح اور قطعی طور پر رسول اللہ ﷺ کی پہلی زندگی اس کو ثابت کر رہی ہے کہ آپ ﷺ اپنے بھائیوں کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دیا کرتے تھے اور ابھی نبوت آپ ﷺ پر نازل نہیں ہوئی تھی اور اللہ نے آپ ﷺ کو اپنی طرف کھینچ لیا کیونکہ یہ صفت ایسی ہے جو خدا کو بہت پیاری ہے اور آگے دُنیا کی اصلاح کا سفر اس صفت کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ جو اس صفت سے محروم ہے وہ نبوت اور نبوت کی غلامی کی صفات سے محروم ہے۔ پس ضروری ہے کہ آپ ان باتوں کو سمجھیں اور وہ لوگ جو اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ جنہوں نے برائیاں گھڑ رکھی ہیں ان سے الگ وہ بن جائیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایمان رکھنے والے لوگ ہیں اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ نیک اعمال کرنے والے ہیں ان دونوں کے ساتھ ایک معاملہ نہیں ہوگا، نہ ایک معاملہ ان کے ساتھ ہونا ممکن ہے۔

اب دوسرا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اُس کے حضور میں آتے ہیں۔ یہ جو دوسرا پہلو تھا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ بدوں کی زندگی اور ان کی موت نیکوں کی زندگی اور موت جیسی ہو جائے۔ یہ وہ پہلو ہے جس کی تشریح ہے کہ اگر تم خدا کی پناہ میں آنا چاہتے ہو تو اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور حاضر ہو جاؤ۔ اگر ایسا کرو گے تو تم وہ لوگ ہو جاؤ گے جن کے اندر خدا تعالیٰ ایسی صفات بھر دے گا کہ دُنیا والوں کے ساتھ تمہارا فرق نمایاں دکھائی دے گا، کسی تفصیلی بحث کی ضرورت نہیں پڑے گی، وہ فرق ہر دیکھنے والی آنکھ کو نمایاں طور پر دکھائی دینے لگے گا اور ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟، کیسے فرق دکھائی دے گا؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

’’اور اس ایمان والے کے شیطان قریب بھی نہیں آتا۔‘‘

اب ہر روز شیطان سے جو جنگ شروع کر رکھی ہے ہم لوگوں نے، شیطان سے جنگ ایک ایسے وقت تک جاری رہتی ہے جس وقت تک انسان خدا کی پناہ میں نہیں آجاتا۔ جب آجاتا ہے تو شیطان اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتا کیونکہ اللہ کی پناہوں میں شیطان کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

’’وہ بھی تو وہاں ہی آجاتا ہے جہاں اُس کو تھوڑی سی بھی گنجائش مل جاتی ہے۔‘‘

(البدر جلد 2 نمبر 44، 45 صفحہ: 3 مؤرخہ 24 نومبر و 1 دسمبر 1904ء)

پاؤں رکھنے کی جگہ ملے تو تب شیطان وہاں جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا سارے گناہوں سے توبہ کرو مطلب یہ ہے کہ شیطان کے لئے قدم رکھنے کی گنجائش نہ چھوڑو کیونکہ جب وہ ایک دفعہ قدم رکھ لے تو اس کا منحوس قدم اپنے اثرات دکھانے لگتا ہے اور وہ اور جگہ بنالیتا ہے۔ جس اونٹ اور بدوی کا قصہ میں نے آپ لوگوں کے سامنے پہلے بھی بیان کیا ہے اصل میں وہی صورت حال ہے جو یہاں پیدا ہوتی ہے۔ کہتے ہیں ایک بدوی اپنا خیمہ لگا کے بیٹھا ہوا تھا اور شدید ٹھنڈی رات تھی تو اس کے اونٹ نے اندر سر کیا اور اس نے کہا مجھے سر اندر کر لینے دو کیونکہ بہت سردی ہے، باقی تم لیٹے رہو آرام سے۔ تو جب سر گرم ہو گیا تو اسے پتا لگا کہ اس سردی میں گرمی کا کیا مزا ہے تو اس نے تھوڑا سا اور گردن گھسیڑ دی۔ اس نے کہا گردن بھی تو سر کے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے یا سر گردن کے ساتھ لگا ہوا ہے اس غریب پر میں کیوں ظلم کروں اس لئے ذرا ایک طرف ہٹ جاؤ۔ پھر باقی جسم سخت سردی محسوس کر رہا تھا جبکہ جسم کا ایک حصّہ گرمی محسوس کر رہا تھا۔ تھوڑا سا اور آگے گیا۔ اس نے کہا میری ٹانگوں کا کیا قصور ہے اگلے حصّہ کو کم سے کم تھوڑا سا آرام آنے دو۔ وہ بے چارہ ایک کونے سے لگ گیا اور کچھ دیر کے بعد کہا باہر جانا کیونکہ میرے پچھلے حصّہ کا بھی حق ہے۔ تو اس طرح بدیاں رفتہ رفتہ اپنی جگہ بنایا کرتی ہیں اور ایک دفعہ انسان بدی کو موقع دیدے کہ وہ اندر آجائے تو پھر بدی نہیں چھوڑے گی اور یہی شیطان کا حیلہ ہے۔ اب جتنے انسان بھی، جب بھی بدی میں مبتلا ہوتے ہیں وہ اپنی نفسیاتی کیفیت پر غور کر کے دیکھ لیں ہمیشہ شروع میں خیال آتا ہے اتنا سا کرنے میں کیا حرج ہے۔ معمولی سا۔ اور وہ معمولی سا جب ایک دفعہ کر بیٹھے تو اس سے اگلا قدم اٹھانا اس کا ایک لازمہ بن جاتا ہے۔ دُنیا بھر میں جتنی ڈرگ ایڈکشن (Drug Addiction) ہے وہ اسی اصول پر

جاری ہے۔ سکولوں اور کالجوں کے بچوں کو وہ خبیث لوگ جو خراب کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ایک چھوٹا سا مزا چکھ لو، ذرا سا، اس میں کیا حرج ہے اور جب وہ چکھتے ہیں تو پھر اگلے کی خواہش وہ پہلا مزہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کی طلب شروع ہو جاتی ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی بات بھی بے وجہ بیان نہیں کرتے۔

''اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔''

(الحکم جلد 2 نمبر 12، 13 صفحہ: 10 مؤرخہ 20 و 27 مئی 1898ء)

یہ سارے گناہوں سے توبہ کر کے آ جانا کیوں ضروری ہے؟ اسی قسم کا نقشہ کھینچ کے ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

''اس ایمان والے کے شیطان قریب بھی نہیں آتا وہ بھی تو وہاں ہی آ جاتا ہے جہاں اس کو تھوڑی سی بھی گنجائش مل جاتی ہے۔'' جہاں اس کو تھوڑی سی گنجائش ہوتی ہے وہاں وہ قدم رکھتا ہے۔ اب یہ نیا فقرہ ہے:

''جب خدا کو مقدم رکھا جائے تو برکات کا نُزول ہوتا ہے۔۔۔''

اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے غیر معمولی برکات نازل فرماتا ہے۔ یہ سب باتیں جو بیچ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید لکھی ہوئی ہیں جو نقطے ڈال کے لمبی عبارت کو چھوٹا کرنے کی کوشش کی گئی ہے یہ ساری نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔

''۔۔۔ یہ باتیں اور کامل ایمان حاصل ہوتا ہے تو بہ استغفار سے اس کی کثرت کرو اور رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (الاعراف: 24) پڑھا کرو اور اس کی کثرت کرو۔''

(البدر جلد 2 نمبر 44، 45 صفحہ: 3 مؤرخہ 24 نومبر و 1 دسمبر 1904ء)

اب یہ ایک بہت ہی اہم نکتہ ہے جس کا آغاز آدم سے ہوا ہے اور جیسا کہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عبارت پڑھ کے سناؤں گا۔ یہ دعا ہر گناہ گار اور گناہوں سے گھرے ہوئے اور ملوث انسانوں کے لئے انتہائی ضروری ہے کیونکہ یہ جو فرمایا کہ سب قسم کے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور حاضر ہو جاؤ یہ اس دعا کے بغیر ممکن نہیں اور شیطان سے جو جنگ شروع ہے اس کا علاج یہی دعا ہے اور یہ وہ دعا ہے جو اس جنگ کے آغاز پر اللہ تعالیٰ نے آدم کو خود سکھائی۔ تو نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رستوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں بلکہ وہ

سارے رموز بتاتے ہیں جن رموز کی وجہ سے ان رستوں پر چلنا ممکن ہوسکتا ہے، ایک ذرّہ بھی ہماری ضرورت کا آپؐ نے باقی نہیں چھوڑا۔ اس کو امام وقت کہتے ہیں۔ یہ وہ امام ہے جسے خدا خود بناتا ہے اور خود قدم قدم پر اس کی راہنمائی فرماتا ہے۔ چنانچہ اس دعا کی طرف اشارہ کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہوجاؤ گے تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہوجاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔''

وہ جو اقتباس میں نے چُن کر رکھا ہوا تھا وہ کہیں اور جگہ رہ گیا ہے غلطی سے مگر مضمون وہ ہے جو میں بیان کر چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیطان کی جنگ کا آغاز آدم سے شروع کیا ہے جیسا کہ واقعۃً اسی وقت ہوا اور فرمایا کہ آدم کو اس دعا کے ذریعہ فتح نصیب ہوئی ہے اور یہ دعا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود آدم کو سکھائی۔ پس آج بھی ہر انسان کو شیطان سے جنگ کے وقت اس آیت کی پناہ میں آنا ہوگا اور جب تک وہ اس آیت کو نہ پڑھے اور دل کی گہرائیوں سے نہ پڑھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے وہ مدد نصیب نہیں ہوسکتی جس کے بعد اسے بالآخر شیطان پر فتح نصیب ہوگی۔ یہ بیچ کا ایک اقتباس تھا یہ رہ گیا ہے اور اب میں نے زبانی آپ کو بتا دیا۔ اب آپ کے سامنے میں دوسرا اِقتباس رکھتا ہوں۔ فرمایا ''تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہوجاؤ گے تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا۔'' اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہوجاؤ گے۔ یہ دین کی حمایت میں ساعی ہوجانا، اس سے پہلے کوشش سے پہلے کلیۃً پاک ہونے کا تقاضا نہیں کرتا بلکہ کلیۃً پاک ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جو آج اللہ تعالیٰ کے دین کی حمایت میں اپنے دل میں جوش پاتا ہے اور قطع نظر اس کے کہ وہ خود کیسا ہے کیسے کیسے گناہوں میں ملوث ہے، کیا کیا کمزوریاں اس کو ہیں وہ اگر اس محبت پر غلبہ نہیں پا سکتا، بہانہ نہیں ڈھونڈتا کہ میں کہاں اور خدا کے دین کی خدمت کہاں، جو کچھ اس کا ہے وہ اس کے حضور حاضر کر دیتا ہے۔

سپردم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را (حکیم نظامی گنجوی)

یہ کہہ کر کہ اے میرے آقا میرا جو سرمایہ تھا تیرے سپرد ہے ''تو دانی حسابِ کم و بیش را''۔اب کم و بیش یعنی کمی اور زیادتی کا حساب تُو جانے میں نے جو کرنا تھا وہ کر دیا۔ فرمایا ایسے لوگوں کی اللہ ضرور حمایت کرتا ہے۔ ''تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے۔'' یہ وہ مضمون ہے جو میں نے ابھی آپ کے سامنے بیان کیا ہے۔ ''تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا۔'' جو تمہاری راہ میں، اللہ کے قریب جانے کی راہ میں حائل رکاوٹیں ہیں اور وہ دراصل خود اپنے نفس کی پیدا کردہ ہوتی ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ کیوں ہے؟ اس لئے کہ تم خدا کا پودا بن جاتے ہو، جب بھی تم یہ عہد کر کے خدا کے لئے اپنی خدمات کو پیش کرتے ہو تو پھر تم شجرہ طیبہ بن جاتے ہو یعنی شجرہ طیبہ بننے کے اہل ہو جاتے ہو۔ اردگرد جو تمہارے کانٹے لگے ہوئے ہیں وہ تمہیں خراب کر رہے ہیں، تمہاری صحت پر بداثر ڈال رہے ہیں یعنی روحانی طور پر جس ترقی کے تم اہل خدا کے نزدیک ہو جاتے ہو اس ترقی کی راہ میں یہ روکیں ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ تم سے وہی سلوک کرتا ہے کہ ان روکوں کو دور فرمانا شروع کر دیتا ہے۔ ''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔'' کیسا ایک طبعی سلسلہ ہے جس کی طرف اشارہ فرمایا گیا کہ تم اب وہ پودا بن گئے ہو جس کی خدا حفاظت فرمائے گا اور تمہاری خاطر بُرے پودوں کو اکھاڑ کر پھینک دے گا یعنی تمہارے اندر جو بُرے درخت لگے ہوئے ہیں جھاڑ پھونس جو تمہاری نیکیوں کو چاٹ رہے ہیں ان کا خون پی رہے ہیں یہ اب مالک کا فرض ہے کہ وہ چُن چُن کر باغ سے ان چیزوں کو نکال باہر کرے۔

''اور اپنے کھیت کو خوش نما درختوں اور بارآور پودوں سے آراستہ کرتا (ہے)۔''

تو انسانی نفس میں بہت ہی خوبصورت اور دلکش درخت اگنے لگیں گے یعنی نیکیوں کے درخت جو دیکھنے میں خوش نما دکھائی دیں گے اور اپنی صفات کے لحاظ سے وہ نہایت ہی اعلیٰ اور پیارے ہوں گے۔ بارآور میں پھل دار ہونے کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ ایسے پودے ہیں جو پھل بھی دیتے ہیں۔

''اور ان کی حفاظت کرتا (ہے) اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے۔''

اب دیکھیں چھوٹی سی بات سے معاملہ شروع کیا اور کہاں تک پہنچا دیا اور سفر آسان دکھایا۔ اب جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں سفر شروع کرو کوئی اس میں مشکل ہے؟ جو کچھ ہے حاضر کردو۔ محبت سے پیش کرو، عاجزی کے ساتھ پیش کرو اور یہ عرض کرو کہ خدایا ہمارے پاس اس سے زیادہ کچھ نہیں مگر تیرے دین کی محبت ضرور ہے اس محبت کی خاطر مجبور ہیں کہ جو کچھ بھی ہے تیرے حضور پیش کردیں۔ پھر فرمایا کہ دیکھو اس کے ساتھ خدا کیا سلوک فرمائے گا۔

''مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا۔''

پس پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے شروع ہو جائیں جبکہ پھل اللہ ہی لاتا ہے تو ان دو باتوں کا تضاد کیا معنی رکھتا ہے۔ ابھی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرما چکے ہیں کہ پھل اللہ کی طرف سے ہی عطا ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ ''پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں اُن کی مالک پرواہ نہیں کرتا۔'' پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں میں ان کا ارادہ شامل ہے۔ وہ اپنے آپ کو خدا کے حضور اصلاح کے لئے پیش نہ کریں، جس حالت میں ہیں اسی میں رہیں اور اپنی خدمات دین کے لئے حاضر نہ کریں وہ پودے ہیں جو خدا تعالیٰ کے نزدیک پھل نہ لانے اور گلنے سڑنے کا گویا ارادہ کر چکے ہیں۔ ان کا فیصلہ یہی ہے کہ ہم نے خوشحال پودوں کی طرح نہیں بننا، ہم اپنے آپ کو اسی طرح رکھیں گے اور وہ مالک کے نہیں رہتے بلکہ غیر کے ہو جاتے ہیں، وہ کسان کے نہیں رہتے بلکہ اسی لائق ہوتے ہیں کہ انہیں کاٹ کر الگ پھینک دیا جائے۔ چنانچہ یہ مراد ہے کہ جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا ورنہ وہی بدیاں موجود ہوں اور وہ مالک کی پرواہ کریں تو مالک ضرور ان کی پرواہ کرتا ہے۔ وہ بدیاں موجود ہوں اور مالک کی پرواہ نہ کریں تو اللہ بھی ان کی پرواہ نہیں کرے گا۔

''اُن کی مالک پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی مویشی آکر ان کو کھا جاوے یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے، تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔''

''اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے۔'' اس کے لئے صدق کی وہی ابتدائی شرط ہے جو میں بیان

کر چکا ہوں۔ آخری شرط نہیں کہ جب تک تم صدیق نہیں بنو گے اس وقت تک خدا تمہاری پرواہ نہیں کرے گا، اللہ کے نزدیک تمہارا مواد سچا ہو، تمہارے دل کی گہرائی میں سچائی موجود ہوا گر یہ ہوگا تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔

”پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو، تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں (ہر) روز ذبح ہوتی ہیں پر اُن پر کوئی رحم نہیں کرتا اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو اتنی باز پرس ہوتی ہے۔“

اب ساری دُنیا میں یہی ہو رہا ہے لیکن بدنصیبی سے اب بھیڑوں اور بکریوں کے ذبح ہونے کا مضمون بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ آج کا زمانہ ایسا ہے کہ انسان بھیڑوں بکریوں کی طرح ذبح ہو رہا ہے اور کسی کو کوئی پرواہ نہیں۔ تو یہ حالت جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے یہ اس وقت کی حالت ہے جب انسانوں میں کچھ نیکی موجود تھی، کچھ بھلائی تھی لیکن اب تو معاملہ حد سے آگے گزر چکا ہے۔ پانی سر سے اوپر نکل گیا ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ اگر ہم ابتداء میں اپنی نیکیوں کی حفاظت کی طرف توجہ نہیں کریں گے اور بدیوں کی پرواہ نہیں کریں گے تو اس طرح یہ بدیوں کا سیلاب آگے بڑھتا ہوا ہماری حد سے آگے نکل جائے گا اس کو سمجھانا اس لئے ضروری ہے کہ دُنیا کی اصلاح ہمارے سپرد فرمائی گئی ہے۔ اب جو ہم دُنیا کی حالت دیکھ رہے ہیں وہ بہت زیادہ خطرناک ہے اس وقت سے جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تحریر لکھی۔ اب بعض دفعہ یہ تو ہوتا ہے کہ ایک بھیڑ کے ذبح ہونے پر لوگوں کو فکر ہوتی ہے کہ اچھی بھیڑ تھی اس کو کیوں ذبح کر دیا گیا لیکن انسانوں کے ذبح ہونے پر کوئی فکر نہیں۔ ساری دُنیا میں لاکھوں کروڑوں انسان ہیں جو ناحق مارے جا رہے ہیں اور انسان کو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہے تو وہ خدا اُن کی پرواہ کیسے کرے گا جو خدا کے بندوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ پس خدا کے ان سب بندوں کی جو ساری دُنیا میں پھیلے پڑے ہیں، پرواہ کرنے کا مضمون آپ کو سمجھ آنا چاہئے۔ اگر آپ آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اپنے گردوپیش نظر نہیں ڈال رہے، آپ نہیں پہچان رہے کہ ان خدا کے بندوں پر کیا کیا ظلم ہو رہے ہیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو خوشخبریاں عطا فرمائی ہیں وہ آپ کو نصیب نہیں ہوں گی اور لازم ہے کہ ہم ضرور سمجھیں اس مضمون کو، کیونکہ ہمارے سوا اور کوئی نہیں ہے جس نے اس دُنیا کی تقدیر بدلنی ہے اگر ہم نہیں سمجھیں

گے تو پھر کون سمجھے گا۔ پس آپ لوگ اس Urgency کا احساس کر کے جو میں نے کھول کر آپ کے سامنے بیان کر دی ہے خدا تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوں اور یہ عرض کریں کہ اے خدا! یہ معاملہ تو ہماری حد سے بہت آگے نکل چکا ہے۔ اوّل ہم کمزور اور اس لائق نہیں کہ دُنیا کی اصلاح کر سکیں تیرے گزشتہ انبیاءؑ اور پیارے بندوں میں تو نے ایسی خوبیاں رکھ دی تھیں کہ وہ دُنیا کا احساس بھی رکھتے تھے اور کمزوریوں کو دور کرنے کی صلاحیتیں بھی رکھتے تھے۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ خود اپنی کمزوریاں دور کرنے کی صلاحیتیں نہیں ہیں۔ ہمیشہ کوشش کرتے ہیں، ہمیشہ سوچتے ہیں اور پھر روز اوّل، پھر وہیں کے وہیں پاتے ہیں۔ نہ دل بدلتا ہے نہ ماحول بدلتا ہے نہ اپنے خاندان والوں سے سلوک بدلتا ہے، نہ غیروں سے اپنا سلوک بدلتا ہے کس مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں اور اوپر سے وہ جن کی اصلاح ضروری تھی جن کی اصلاح ہم نے کرنی تھی وہ بد سے بدتر ہوتے چلے جارہے ہیں۔ پس ہمارے مسائل بڑھ رہے ہیں، یہ احساس پیدا کرنا لازم ہے۔ فرمایا۔

”سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بیکار اور لاپروا بناؤ گے۔“

جیسے درندوں کو کوئی رحم نہیں ان کی بلا سے اردگرد دوسرے جانوروں پر ظلم ہو رہے ہیں یا اُن کی نسلیں مٹائی جارہی ہیں ان کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ فرمایا اگر تم درندوں کی مانند بے کار اور لاپرواہ ہو جاؤ گے۔ تو اس لفظ درندوں کا استعمال مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، یہ میں نے نہیں کہا۔ پس یہ بات جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے کہ یہ بہت ہی خطرناک غلطی ہے کہ ہمیں گردو پیش کا احساس نہ ہو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں یہ درندوں کی صفت ہے۔

”اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بیکار اور لاپرواہ بناؤ گے، تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ۔“

اور عزیزوں میں شامل ہونے کا جو رستہ پہلے بیان فرمایا جا چکا ہے وہ رستہ اختیار کرنا اور وہ سفر شروع کرنا ضروری ہے۔

”تا کہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔“

اب وبا کے ساتھ یا آفات کے ساتھ وباؤں کا بھی ذکر ہے۔ اب کسی وبا یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ یہ ایک ایسا مضمون ہے جس کو جماعت کے مخلصین بندوں کے حالات پر غور کرنے

سے سمجھ آجاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے خدا کے ایسے بندے جو دن رات خدمت میں مصروف ہیں ان کو وہ آفات نہیں چھوتیں جو ان کے ساتھ رہنے والوں کو چھوتی ہیں۔ بہت سے، کثرت سے ایسے گواہ جماعت میں موجود ہیں کہ انہوں نے پرواہ نہیں کی کہ کیا گزرے گی، اُن پر کیا گزرے گی، اُن کے بچوں پر کیا گزرے گی، دینی ضروریات کو انہوں نے اہمیت دی اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھی سنبھالا، اُن کے بچوں کو بھی سنبھالا۔ ایسے واقعات بھی آپ کی نظر میں ہوں گے کہ گویا وہ نہیں سنبھالے گئے اور ان پر آفات نے حملہ کر دیا مگر دلوں کا حال صرف اللہ جانتا ہے۔ کیوں آفات نے حملہ کیا اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے مگر یہ بات سچی ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر اپنی دُنیا کو ترک کر دیتے ہیں اور اُس کی دُنیا کو اپنا لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کی دُنیا کی حفاظت فرماتا ہے اور جو قانون قدرت ہے کچھ نہ کچھ گزند دُنیا کی آفات کا پہنچتا ہے وہ تو صحت مند پودوں کو بھی پہنچا ہی کرتا ہے۔ بعض دفعہ آندھیاں چلتی ہیں کئی قسم کے سیلاب آتے ہیں اور دُنیا میں صحت مند پودے بھی اس سے متاثر ہو جاتے ہیں کسان اُن کو نہیں بچا سکتا مگر اللہ تعالیٰ اُن کو جس حد تک چاہے بچا سکتا ہے اور بچاتا ہے مگر کچھ نہ کچھ گزند چکھنے کے طور پر اُن کو ضرور ملتا ہے اور یہ مضمون ایسا ہے جس کا قرآن کریم نے بتفصیل ذکر فرمایا ہے۔

پس میں یہ نہیں کہتا کہ آپ اگر دین کی خدمت میں مصروف ہو جائیں گے تو آپ کو دُنیا کی بیماریاں نہیں چھوئیں گی۔ اگر اس خیال سے آپ مصروف ہوں گے کہ دُنیا کی بیماریاں نہ چھوئیں تو وہ ضرور چھوئیں گی۔ یہ نکتہ ہے جو آپ کے سمجھنے کے لائق ہے۔ اگر ان حالات پر غور کر کے آپ یہ سودا کر کے آگے بڑھیں کہ میں نے اپنے بدن کی، اپنے بچوں کے بدن کی حفاظت کرنی ہے اس لئے میرے لئے ایک ہی طریقہ ہے کہ میں دین کی خدمت میں مصروف ہو جاؤں تو یہ ارادہ آپ کے کام نہیں آئے گا۔ اگر دین کی خدمت میں مصروف ہوتے ہیں جبکہ جانتے ہیں کہ بیوی بچوں کا کوئی محافظ نہیں رہا اس وقت اللہ ان کی حفاظت فرمائے گا۔ پس یہ وہ سارے حالات ہیں جو پیچ در پیچ ہیں جن پر بندے کی نگاہ نہیں ہوتی اور دلوں کی کیفیات کو دوسرا انسان نہیں پڑھ سکتا مگر اللہ پڑھتا ہے۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام بالکل سچا ہے اور اس کو اپنے اوپر سچا ثابت کرنے کے لئے اُن مراحل سے گزرنا ہوگا جن مراحل کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تفصیل سے ذکر فرماتے ہیں:

”چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تا کہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔(دیکھیں کتنا عظیم کلام ہے۔ وبا کو جرأت نہ ہو سکے۔) کیونکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی۔“

اس خدا کی حفاظت میں آنے کا ایک طبعی نتیجہ ہے جو تمہارے دل میں پیدا ہونا چاہئے اور تمہاری بود و باش میں دکھائی دینا چاہئے۔

”ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو۔“

اب یہ جو مسئلہ ہے یہ بھی بہت گھمبیر مسئلہ ہے۔ ”ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان سے اٹھا دو“۔ اکثر وہ لوگ جو آپس کے جھگڑوں میں مبتلا رہتے ہیں اور جوش اور عداوت کو درمیان سے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے یا کوشش نہیں کرتے وہ خدا کے عزیزوں میں داخل نہیں کئے جاتے۔

”اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔“

(الحکم جلد 2 نمبر 12، 13 صفحہ: 10 مؤرخہ 20 و 27 مئی 1898ء)

پس بار بار میں آپ کو سمجھاتا ہوں اور سمجھاتا رہوں گا کہ ان باتوں کا اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے اور اس کے بغیر ہم خدا کے امن کے سائے تلے نہیں آسکتے لیکن امن کے سائے تلے آنا مقصد نہیں ہے۔ وہ ہوتا ہے۔ بظاہر کوئی امن کا سایہ دکھائی نہ دے۔ مرد وہ ہے جو اس وقت اپنے آپ کو آگے بڑھ کر جھونک دے اور ہر کہ باداباد جو کچھ بھی اس پہ گزرے اس کی پرواہ نہ کرے کیونکہ دین کی محبت اور دین کی لگن اور دین کی خدمت کی خواہش اس کے دل میں ایسے زور سے اٹھے کہ اس سے وہ بے اختیار ہو جائے۔ یہ خواہش اگر آپ کے دل میں پیدا ہو چکی ہے تو آپ وہی ہیں جن کے متعلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ کلام فرما رہے ہیں۔ اگر ابھی تک یہ خواہش اس زور سے نہیں اٹھی جیسے ایک شعلہ ہو جو رفتہ رفتہ آگ لگا دے اس وقت تک یہ تمام باتیں ایسی ہیں جن کو آپ سن کے سمجھ تو سکتے ہیں مگر فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اس لئے وقت ہے کہ ہر شخص اپنے نفس پر اس طرح غور کرے، تفصیل سے اپنا جائزہ لے اس کے نفس کا کوئی پہلو اندھیرے میں چھپا نہ رہے۔ پھر فرماتے ہیں:

"یادرکھو کہ ہر ایک جو نفسانی جوشوں کا تابع ہے۔ ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو حکمت اور معرفت کی باتیں فرمائیں ساتھ یہ خوش خبری بھی دی کہ میرے غلاموں میں سے بہت ایسے ہوں گے جن کو حکمت اور معرفت کی باتیں ایسی سمجھائی جائیں گی کہ وہ بڑے بڑے دُنیا کے عالموں کے منہ بند کر دیں گے۔ کئی لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہمارے لئے یہ دعا کریں۔ میں کیسے دعا کروں جبکہ وہ رستہ جو مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے اس کو وہ اختیار نہیں کر رہے۔ وہ رُخ رکھتے ہیں مشرق کا اور مجھ سے دعا چاہتے ہیں کہ میں اُن کے لئے یہ دعا کروں کہ وہ مغرب کے ممالک میں پہنچا دیں ان کو، جس طرف کا رخ ہوگا اسی طرف جائیں گے۔ پس رُخ کا تعین ضروری ہے۔ فرمایا: "جو نفسانی جوشوں کے تابع ہے ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے۔" بڑی حکمت، ایسی حکمت جو بڑے بڑے عالموں اور حکیموں پر غالب آ جائے وہ تو دور کا معاملہ ہے نفسانی جوشوں میں مبتلا رہتے ہوئے یہ خواہش کہ ہم بہت عظیم الشان انسان بن جائیں یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو یہ علم نہیں کہ عظیم الشان انسان بننے کی خواہش ہی ان کا اندرونہ ننگا کر رہی ہے۔ ڈاکٹر سلام نے اس خواہش کے ساتھ سفر نہیں شروع کیا تھا کہ میں عظیم الشان انسان بن جاؤں بلکہ جب عظیم الشان انسان بنے تو ہمیشہ انکساری کی طرف مائل رہے اور ہمیشہ یہ خیال رہا کہ میں اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں۔ ان کی کہانی یہ تھی کہ انہوں نے اپنے بزرگ، خدا رسیدہ والد کی دعائیں دیکھی تھیں اور انہی دعاؤں کے سہارے ہر قدم آگے بڑھایا ہے اور کہیں بھی اپنے نفس کی بڑائی کو اپنی عظمتوں یا ان عرفان کی باتوں کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے لیکن وہ لوگ جو یہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سلام بنا دے ان کو کبھی خیال نہیں آیا کہ یہ خواہش ہی ان کی نفسانیت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اس سے کیا غرض کہ کیا ہو جائیں، دعا یہ ہونی چاہئے کہ خدا ہمیں اپنا بنا دے اور جب ہم خدا کے بنیں گے تو پھر اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ (القصص:25) کا مضمون شروع ہو جاتا ہے پھر اس پر چھوڑ دو۔ تمہاری کون کون سی صلاحیتوں کو مزید اُجاگر کرنا ضروری ہے اور تمہاری صلاحیتوں کی حدود تک ان کا پہنچانا ضروری ہے یہ فیصلہ اللہ کرے گا اور جن پودوں کی وہ حفاظت فرماتا ہے، یہ وجہ ہے کہ ان کی

حفاظت فرماتا ہے کہ اس کے بغیر وہ پودے اپنی تمام تر صلاحیتوں تک نہیں پہنچ سکتے، یہ اللہ کا ہاتھ ہے جوان کو غیر سے بچاتا ہے اور ایسا پاکیزہ ماحول پیدا فرماتا ہے کہ وہ پودے اپنی نشوونما کی انتہا تک پہنچ سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے۔“ یہ ہو ہی نہیں سکتا ممکن ہی نہیں ہے۔

”بلکہ ہر ایک قول اس کا فساد کے کیڑوں کا ایک انڈہ ہوتا ہے۔“

جس کا نفس اس پر غالب ہو اس کے انڈوں سے کیڑے نکلتے ہیں اور وہ فساد کے کیڑے ہوتے ہیں۔ پس جو اپنے نفس کے جوشوں سے مغلوب ہو جائے اس کے گھر میں دیکھیں فساد ہی ہوگا، اس کے ماحول میں فساد ہوگا، اس کے تعلقات میں فساد ہوگا۔ پس انڈوں سے ایک چوزہ نہیں نکلتا فرمایا کیڑوں سے بھرے ہوئے انڈے ہوتے ہیں۔ جب وہ پھوٹتے ہیں تو کیڑے ہر طرف پھیل جاتے ہیں۔

”پس اگر تم روح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو۔ (عرفان وہی ہے جو روح القدس سے حاصل ہو۔) پس اگر تم روح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو۔“

اب یہ وہ منازل ہیں جو مسیح موعود علیہ السلام کھول کھول کر بار بار ہمارے سامنے بیان کر رہے ہیں لیکن پہلی منزل ہی طے نہیں ہوتی۔ ان لوگوں سے طے نہیں ہوتی جن کو پرواہ ہی نہیں کہ ہم ہیں کیا۔ اپنا عرفان جس کو حاصل نہیں ہوگا وہ عالمانہ اور گہری باتوں کا عرفان کیسے حاصل کرے گا اور جتنے دُنیا میں جھگڑے ہیں یہ اسی غفلت کی حالت کی وجہ سے ہیں کہ انسان اپنے عرفان سے عاری ہے اور بظاہر عرفان کی باتیں چاہتا ہے اور بڑی بڑی ڈینگیں مار کے عرفان کی باتیں وہ ظاہر کرتا بھی ہے لیکن سب کھوکھلی۔ ان سے جو انڈے نکلتے ہیں ان میں کیڑے پیدا ہوتے ہیں جو آگے فساد پھیلا دیتے ہیں۔

”پس اگر تم روح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹوں پر جاری ہوں گے۔“

یہ بات اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حوالہ سے نہیں لکھی مگر جس طرح کے روحانی عرفان کے بھید آپ کے لبوں سے جاری ہو رہے ہیں اس سے پتا چلتا ہے کہ گندے انڈے پیدا ہی نہیں ہوئے۔ ہمارے لئے تو حکم ہے کہ نکال باہر کرو مگر کچھ ایسے دل ہوتے ہیں جن میں اللہ

کے فضل کے ساتھ وہ گندے انڈے پیدا ہی نہیں ہوتے جو کیڑوں سے بھر جایا کرتے ہیں۔ ان کی زبان سے جو کلام نازل ہوتا ہے اس کو شیطان نے چھوا تک نہیں ہوتا۔ ان کی جو اُمنگیں ہوتیں ہیں ان کو شیطان نے نہیں چھوا ہوتا۔ پس اس اعلیٰ مرتبہ اور مقام کو سمجھو اور اس کی طرف سفر شروع کرو اور دن بدن تمہاری زندگی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب تر ہوتی چلی جانی چاہئے اور جب آپ اپنی منزل سے، اپنے مقام سے ہمیں دیکھتے ہیں یا دُنیا کو دیکھتے ہیں تو جو باتیں بیان فرماتے ہیں وہ ہمیں بہت مشکل دکھائی دیتی ہیں۔ کئی دفعہ لوگوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ ہم سے تو ''ہماری تعلیم'' کا ایک صفحہ نہیں پڑھا جاتا۔ تھوڑا سا پڑھتے ہیں تو لگتا ہے کہ ہم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی میں سے نہیں ہیں۔ ان کو میں ہمیشہ سمجھاتا ہوں کہ آپ کا وہ مقام نہیں ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ہے اور اپنے مقام میں رہتے ہوئے ان باتوں کی طرف سفر شروع کریں اور جب آپ سفر شروع کریں گے تو جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔ جیسے گندہ انسان بھی جب ارادہ کر لیتا ہے کہ میں نے خدا کی طرف جانا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پیاروں اور عزیزوں میں داخل کر لیتا ہے۔ پس اس فقرہ سے نہ ڈریں کہ ''وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے، وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔'' بلکہ اس فقرہ سے ان معنوں میں ڈریں کہ اس جماعت میں داخل ہونے کی تمنا پیدا کریں اور جب تمنا پیدا کریں گے تو آپ کا سفر شروع ہو جائے گا، جب تمنا پیدا کریں گے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں اور آپ کے عزیزوں میں داخل ہو جائیں گے۔ فرمایا:

> ''تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹوں پر جاری ہوں گے۔ اور آسمان پر تم دُنیا کے لئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤ گے اور تمہاری عمریں بڑھائی جائیں گی۔''

اب یہ جو ذکر ہے کہ آفات نہیں چھوتیں یا بیماریاں نہیں چھوتیں، یہ امر واقعہ ہے کہ وہ نیک بندے جو خدا کی خدمت میں مصروف ہوں اُن کی اور اُن کے اہل و عیال کی عمریں بڑھائی جاتی ہیں تا کہ خدا کے دین کو ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔

> ''تمسخر سے بات نہ کرو۔ اور ٹھٹھے سے کام نہ لو۔ اور چاہئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہارے کلام پر کچھ رنگ نہ ہو۔''

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ: 365)

اب کل رات ہی میں اپنی بچیوں کو سمجھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو فرماتے ہیں تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹھٹھے سے کام نہ لو تو یہ وہ مزاح نہیں ہے جس کو لطیف مزاح کہتے ہیں۔ ٹھٹھا اور تمسخر ایک ذلیل چیز ہے جو دلوں کو دُکھانے والی اور گندگیوں کو اچھالنے والی ہے اس سے ورے ورے جو مزاح کا لطیف ذوق ہے میں نے بعض عبارتوں سے ان کو دکھایا، ثابت کیا کہ اتنا لطیف ذوق جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزاح کا تھا اس کے پاسنگ کو بھی بعض بظاہر مذاقیہ لوگ پہنچ نہیں سکتے۔ ان کے مذاق میں گندگی اور سفلہ پن ہوتا ہے اور طبیعت منغّض ہو جاتی ہے ان کے مذاق سے لیکن مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزاح اور آپ کا ذوق اتنا لطیف ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ اور اس مزاح کو آپ نے مدمقابل دشمن پر بھی استعمال فرمایا اور اس کا نیچا دکھانا مقصد نہیں تھا، اسلام کا اونچا دکھانا مقصد تھا۔ پس بعض دفعہ مزاح میں کسی کو نیچا بھی دکھایا جاتا ہے مگر ہرگز مراد یہ نہیں ہوتی کہ اس کو نیچا دکھایا جائے، مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اسلام کی برتری مانتا نہیں تو تب اس کو دکھایا جائے کہ اسلام ہی برتر ہے اور تم اس لائق نہیں ہو کہ اسلام کو نیچا دکھا سکو۔

پس مُرلی دھر کے ساتھ مناظرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی حربہ استعمال کیا اور ایک کہاوت کے طور پر آخری بات یہ فرمائی کہ آپ سے مناظرہ سے پہلے آپ کے متعلق بہت خیال تھا کہ آپ حکمت کی باتیں گویا سمجھیں گے اور جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں اسلام کی خوبیاں آپ کے دماغ میں گھس جائیں گی لیکن نہیں ہو سکا۔ اتنا وقت ضائع ہوا لیکن آپ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ فرمایا آپ کی مثال تو اس انسان کی سی ہے جس کو اپنے گاؤں میں بہت شہرت حاصل تھی کہ بڑا حکیم اور قابل انسان ہے، دور دور سے لوگ اس کی زیارت کو آتے تھے اور اس کی خدمت میں تحفے پیش کرتے تھے اور وہ خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس نے یہ جانا یعنی اس کے دل نے یہ فیصلہ کیا کہ میں خاموش ہی رہوں تو بہتر ہے کیونکہ جب میں نے لب کھولے کوئی بے وقوفی کی بات نکل جائے گی تو وہ خاموشی کے عالم میں بہت بڑا بزرگ بن گیا۔ دُور دُور سے لوگ اس کی زیارت کو آنے لگے اور تحائف سے اس کے گھر بھر گئے۔ آخر ایک دن اس سے صبر نہ ہوا۔ اس نے کہا اے میرے پیارو عزیزو! جو دور دور سے آتے ہو، مجھے اتنی عزت دے رہے ہو، میرا ابھی تو فرض ہے کہ میں کچھ بولوں اور کچھ نصیحت کروں۔ سب ہمہ تن گوش ہو گئے اور جب اس نے نصیحت کے لئے لب کھولے تو پیشتر اس کے کہ وہ نصیحتیں ختم ہوتیں

سارے اس کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ایک بھی نہیں رہا جو اس کے ارد گرد اس کی غلامی کا دم بھرتا اور وہ پہلے کی طرح اکیلا رہ گیا بلکہ پہلے سے ذلیل حالت میں رہ گیا۔ تو فرمایا کہ اگر مجھے پتا ہوتا کہ تم لب کھولو گے تو اسلام کے خلاف ایسی باتیں کرو گے تو میں تم سے کبھی مناظرہ نہ کرتا۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ: 171)

اب اصل روح اسلام ہے۔ اس شخص کو ذلیل کرنا مقصود نہیں مگر چونکہ وہ مسلسل اسلام کے خلاف بکواس کئے چلا جا رہا تھا اس لئے دُنیا کو دکھانے کے لئے کہ اس کی بکواس میں ذرّہ بھی اہمیت نہیں ایک دیوانہ ہے اس لائق ہی نہیں ہے کہ اس کی باتوں کو غور سے سنا جائے آپ نے انتہائی لطیف مزاح کے ذریعہ اسلام کی فتح ثابت فرما دی۔ اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹھٹھے تمسخر میں مبتلا ہوئے نہایت بے وقوف ہوگا جو یہ سمجھے۔ تمام ایسے مواقع جہاں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزاح سے کام لیا ہے ان کا جائزہ لیں تو آپ کی عقل اور آپ کا دل روشن ہو جائیں گے۔ مزاح ایک بہت ہی اعلیٰ صفت ہے اور جس لطافت سے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مزاح کو استعمال فرمایا ہے دُنیا کے بڑے بڑے لطیفہ گو بھی آپ کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچتے۔ پس ٹھٹھے اور تمسخر سے بات نہ کرو کا یہ مطلب ہے۔

اب چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے اب یہ نوٹس سنبھال لیں یہاں سے آگے پھر آئندہ بیان کریں گے۔ انشاءاللہ۔